انسانی اعضاء پر طبی مشق کرنے کی شرعی حیثیت

مولانا مفتی نعمت اللہ حقانی

سابق رئیس مفتی جامعہ المرکز الاسلامی (پاکستان)

تمہید:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اور اسے بہترین صورت میں پیدا فرمایا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ **ولقد کرمنا بنی آدم**......الخ کہ ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہے **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** کہ ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا فرمایا ہے انسان کی دو حالتیں ہیں ایک حیات اور دوسری موت کے بعد تو جس طرح انسان کے بدن کو حیات میں نقصان اور ضرر دینا جرم اور حرام ہے اس طرح انسان کے بدن کو موت کے بعد بھی ضرر دینا یا اس کا کوئی عضو کاٹنا مثل حیات کے حرام ہے جیسا کہ کتب احادیث وفتاویٰ سے ثابت ہے **فلا تنبش عظام الموتی عند حفر القبور ولا تزال عن موضعها ویتقی کسر عضامها.**

لقوله علیه السلام کسر عظم المیت ککسر عظم الحی فی الاتم او کسر عظم المیت ککسره حیاً. (ج:۲ ص:۱۵۵۵، ۱۵۵۶ **الفقه الاسلامی**)

اور الفقہ اسلامی کی دوسری عبارت ملاحظہ ہو۔

لا یجوز کسر عظامه ولا تحویلها ولو کان المیت ذمیاً ولا ینبش وان طال الزمان. (ص ۱۵۵۹، ج:۲)

انسانی اعضاء پر طبی مشق:

انسانی اعضاء پر طبی مشق کرنا خواہ حالتِ حیات میں ہو یا موت کے بعد ہو انسان کی بے حرمتی ہے۔ یہ فعل ناجائز ہے کیونکہ یہ انسان کی اہانت میں داخل ہے۔ اور زندہ انسان کے جزء یا اجزء کا استعمال خواہ مسلمان کے ہو یا غیر مسلم کے اگر اس کے لئے ضرر کا موجب ہو تو ممنوع ہونا ظاہر ہی ہے۔ کیونکہ **الضرر لا یزال بالضرر** یعنی ایک ضرر دوسرے ضرر سے زائل نہیں ہوتی اور **الضرر لا یزال بمثله** یعنی کسی ایک ضرر کا ازالہ اس طرح نہ کیا جائے گا کہ اسی درجہ کا دوسرا ضرر پیدا ہو جائے (الاشباہ والنظائر ص:۱۲۳ تا ۱۲۴)

جیسے مسلّم بلکہ بدیہی قواعد سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کمافی الرد **قوله والآدمی مکرماً شرعا وان کان کافراً فایراد العقد علیه وابتذاله والحاقه بالجمادات اذلال ای هو غیر جائز وبعضه فی حکمه.** (ج:۴ ص:۱۱۷)

ترجمہ: چونکہ انسان شرعاً مکرم ہے اگرچہ انسان کافر ہی کیوں نہ اس کے اعضاء کا خرید وفروخت اور ابتذال اور اس کے ساتھ جمادات جیسا معاملہ کرنا حرام ہے لہذا انسان اور اس کے اعضاء کا خرید وفروخت جائز نہیں بلکہ صحیح اور صریح احادیث نبوی میں جو انسانی بال کے

استعمال تک ممانعت (استعمال کرنے والے پر لعنت) فرمائی گئی ہے **لعن اللہ الواصلة والمستوصلة..... الخ.**

(مسلم ج:۲ص:۲۰۴)

اور ایک قوی دلیل یہ ہے کہ اجزائے انسانی کے مطلق استعمال کی حرمت پر امت کا اجماع واتفاق ہے جس کا ذکر علامہ نوویؒ نے بھی کیا ہے۔
اُم المؤمنین حضرت سلمةؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مردہ اور زندہ کی ہڈی توڑنا گناہ میں برابر ہیں۔
اگر کوئی کہے کہ انسانی اعضاء کی طبی مشق میں یا پوسٹ مارٹم میں طالب علم یا ڈاکٹر کی نیت توہین کی نہیں ہوتی لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے جب ایک کام توہین کی ہے تو اس میں تکریم کی نیت کیسے ہوگی کیونکہ توہین امر ممنوع ہے۔ اور زندہ اور مردہ دونوں کی حرمت یعنی اعضاء کی شکست وریخت کی حرمت پر اور ان کا احترام ملحوظ رکھنے پر پوری امت کا اتفاق ہے۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ کالج میں طالب علم انسانی اعضاء پر طبی مشق اس لئے کرتا ہے کہ لاکھوں انسانوں کو فائدہ دینے کیلئے اور انسانی جان کی تحفظ کیلئے کیا جاتا ہے اور یہ وقت کی ضرورت ہے لیکن یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ ایک تو اس کا متبادل طریقہ ہے کہ جانوروں کے یا پلاسٹکی اعضاء بنا دیئے جائیں اور وہ اعضاء جدا جدا ہوں تو ان پر طبی مشق کریں تو وہ ضرورت اس سے بھی پوری ہو جاتی ہے اور عورت کے زچہ بچہ کے لئے تعلیم سیکھنا مرد کیلئے جائز نہیں بلکہ اس کی تعلیم عورتوں کو دینی چاہیئے اور مرد کے لئے اس میں تھوڑے فائدے کے ساتھ نقصانات زیادہ ہیں۔ ایک نقصان تو یہ ہے کہ عورت کے بدن کو دیکھا جاتا ہے جو گناہ کبیرہ ہے۔ **ولا یجوز للغاسل ان ینظر الی عورة المیت ابن سبع فاکثر لقوله علیه السلام لعلی: لا تنظر الی فخذ حی اومیّت . (رواہُ ابو داؤد)**

ولا یجوز ان یمس عورته لانه اذا لم یجز النظر فالمس اولٰی. ویستحبّ الا ینظر الی سائر بدنه الاّ فیما لا بدمنهٗ ویستحب الایمس سائر بدنه لان علیاً غسل النبی ﷺ وبیده خرقة یتبع بها ماتحت القمیص فالواجب استعمال خرقة او نحوها حال غسل العورة والمندوب استعمالها لغسل سائر الجسد.

(فقه الاسلامی ج:۲ص:۱۴۸۸)

تو مطلب یہ ہوا کہ زندہ ہو یا مردہ اس کے عورت کو دیکھنا منع ہے کیونکہ حضورؐ نے علیؓ کو فرمایا کہ مردہ ہو یا زندہ اس کے بدن پر نظر مت کرو۔
تو جب نظر منع ہے تو اس کا مس کرنا تو بطریق اولیٰ منع ہے اور مرد کیلئے عورت کے زچہ نظر میں نظر اور مس دونوں ہوتے ہیں۔
اور انسانی اعضاء کے طبی مشق میں بھی اگر چہ کچھ فوائد ہیں لیکن دنیا میں ایک چیز رائج ہو جائے تو یہ اسکے جائز ہونے کیلئے دلیل نہیں ہے اور انسان اعضاء کے طبی مشق کا متبادل طریقہ ایک یہ بھی ہے کہ جانوروں پر طبی مشق کیا جائے جو کہ غیر محرم ہے ان متبادل طریقوں کے باوجود ہونے کی وجہ سے طبی مشق کیلئے انسانی اعضاء کو استعمال کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں البتہ فقہاء کرام نے حالت اضطرار میں کچھ گنجائش نکالی۔ جس کی وضاحت اس قاعدہ سے ہوتی ہے۔ **الضرورة تبیح المخطورات، المشقة تجلب البشیر** یہ صرف اضطرار کی حالت پر محمول ہے حاجت وغیرہ پر محمول نہیں ہے۔ کہ اسمیں بھی ان قواعد کی رو سے حرام چیز کو حلال قرار دیا جاسکے۔ اور ضرورت

کی وجہ سے صرف نفع یا استراحت متحقق ہوتا ہے۔اور علامہ شامی نے جو طبیب کے لئے عورت کے زچہ بچہ کے وقت اس کے شرمگاہ کو اس وقت دیکھنا جائز کہا ہے۔جب اضطراری حالت ہو حالانکہ یہ بھی فرمایا کہ وینغی واجب کیلئے ہے۔اور اگر کوئی عورت معلّمہ نہ ہو اور اس کے ہلاک ہونے کا خطرہ ہو تو پھر مرد کے لئے اجازت ہے لیکن نظر کو اس طرف مت رکھے اور باقی سارے بدن کے چھپائے اور اس بات سے استدلال کرنا کہ میت عورت کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کو نکال دیا جائے گا لیکن اس پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ تو اضطراری حالت ہے اور حتٰی بچہ کہ حیات شق بطن پر موقوف ہے۔اس بچہ کا یہ حق لازم ہے کہ اس کی زندگی محفوظ رکھنے کے لئے شق بطن کیا جائے اس لئے احترام میت کو نظر انداز کیا گیا اور غیر کا مال نگل کر مر جانے والے کے پیٹ سے اس مال کو نکالنا جائز ہے اس سے استدلال کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔کیونکہ یہ حق غیر کی ادائیگی واجب ہونے کی وجہ سے ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس نے اپنے احترام کو زائل کیا تجاوز کرنے سے اور ظلم کرنے سے اور اس کا بدلہ یہ ہے کہ اس کا پیٹ چھیر کر اس کو نکال دیا جائے جیسا کہ علامہ شامیؒ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔

(ولو بلغ مال غيره) اى ول مال اللهٔ كما فى الفتح وشرح المنية وسفهومه انه لو ترك مالا يضمن ما بلغهٔ لا يشق اتفاقاً (قوله والا ولى نعم)لانهٔ وان كان حرمة الآدمى اعلى من صيانة المال لكنهٔ ازال احترامه بتعديه كمافى الفتح ومفادهٔ انه لوسقط فى جوفه بلا تعد لا يشق اتفاقا كما لا يشق الحى مطلقاً لا فضائه الى الهلاك لالمجرد الا حترام . (ج:۲ص ۲۳۸) شامى

یعنی اگر کسی نے غیر کا مال نگل لیا تو اس کو نکالنا جائز ہے لیکن اس وقت جب اس کے پاس مال نہ ہو اور اگر اس کے ساتھ مال ہو اور اس کو چھوڑا ہو تو اتفاقاً اس کا پیٹ نہیں چھیرا جائے گا اور آدمی کی حرمت صیانت المال سے اعلیٰ ہے۔لیکن اس نے اپنا احترام زائل کیا تعدی کے ساتھ تو اس تعدی کے بدلے میں اس کے پیٹ کو چھیرا جائے گا اور اگر بلا تعدی اس کے پیٹ میں چلا گیا تو اتفاقاً اس کا پیٹ نہیں چھیرا جائے گا۔جس طرح کہ زندہ کا پیٹ مطلقاً نہیں چھیرا جاسکتا۔اس لئے کہ یہ افضاء ہے ہلاک ہونے کی طرف۔اس لئے نہیں کہ صرف احترام کی وجہ سے اس کا پیٹ نہیں چھیرا جارہا ہے۔بلکہ یہ چھیرنا مفضی ہے ہلاک ہونے کی طرف۔

اور یہ بات کرنا کہ میت کی کرامت وتوقیر بجالانا لیکن زندہ انسانوں کو فائدہ پہنچانا اس پر مقدم ہے۔یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ اضطراری حالت نہیں ہے،اور عرف میں ضرورت کی بنا پر کوئی چیز جو منصوصی ہو جائز نہیں ہوسکتی۔لہذا کوئی منصوصی مسئلہ کو نہیں بدلا جاسکتا۔ البتہ اس کے متبادل طریقے ہیں جن سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔جیسے ربڑ کے انسان بنائے جاتے ہیں خامخا انسان کی لاش کو کیوں پھاڑا جائے

اعضاء کی پیوندکاری اور اکابر کی رائے:

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے قول سے ظاہر ہے ارشاد فرمایا کہ انسان کے اجزاء سے انتفاع مطلقاً حرام ہے......الخ

پھر آگے لکھتے ہیں کہ یہ ربڑ کے انسان وغیرہ بنائے جاتے ہیں جن کی مدد سے تشریح وغیرہ سیکھی جاسکتی ہے اور وہ بنائے ہی اس غرض سے

جاتے ہیں۔اور یہ بھی فرمایا کہ اچھی صورت ہے لیکن اس میں تصویر رکھنے کی حرمت لازم آتی ہے اسکی صورت یہ ہے کہ سر وغیرہ اعضاء کو جدا جدا رکھا جائے۔(اشرف الاحکام ص:۲۳۴)

اور انسانی لاش پر طبی مشق کرنا اس میں جو نقصانات ہیں کچھ اس کو ذکر کرنا ضروری ہے۔

(۱) کفن، دفن اور جنازہ کی نماز میں تاخیر ہوتی ہے اس لئے کہ پوسٹ مارٹم کے اپنے اوقات ہیں رات کے وقت پوسٹ مارٹم نہیں ہوتا ساری رات مردہ اس طرح پڑا رہتا ہے حالانکہ شرعی حکم ہے کہ مردہ کو جلدی دفن کرو جیسا کہ حضورؐ نے حضرت علیؓ کو فرمایا تھا۔

(۲) مردہ کا جسم ناف سے گھٹنوں تک عورت ہے اس کی طرف دیکھنا گناہ ہے۔ ڈاکٹر اس گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔

(۳) اور کبھی میت عورت کی ہوگی مرد ڈاکٹر جب پوسٹ مارٹم کرے گا اس نعش کی طرف دیکھنا اور اس کا چھونا ضرور ہوگا حالانکہ اس کا گناہ ظاہر ہے۔ کما فی الجر الرائق.

اقامه لواجب الستر ولان النظر اليهاحرام كمافي عورة الحي واطلق العورة فشملت الخفيفة والغليظة وصححهٗ في التبين وغايه البيان وصحح في الهداية والمجتبى انهاالعورة الغليظه تيسيرا ولبطلان الشهوة وجعلهٗ في الكافي والظهيرية طاهرالرواية وفي المحيط ويغسل عورته تحت الخرقة بعدان يلف على يده خرقة لتصيرالخرقةحائلة بين يده وبين العورة لان اللمس حرام كا لنظر. (بحرُالرائق ج:۲، ص ۱۷۱)

(۴) مردہ جسم سے بعض اعضاء نکالے جاتے ہیں جو ناجائز ہیں۔ اس لئے کہ مردے کا ہر عضو قابل دفن ہے حدیث میں ہے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک ہوئے حضور ﷺ قبر کے کنارے بیٹھ گئے ہم بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئے قبر کھودنے والے نے پنڈلی یا بازو کی ہڈی نکالی اور توڑنے لگا تو حضورؐ نے فرمایا اس کو نہ توڑو کیونکہ زندہ اور مردہ کی ہڈی توڑنا برابر ہے بلکہ اس کو قبر کی ایک طرف دفن کرو۔

(۵) کبھی ڈاکٹر ناداستگی میں غلط نتیجہ بھی اخذ کرسکتا ہے اور قاتل کا معلوم کرنا اصل ہے۔ حالانکہ پوسٹ مارٹم میں قاتل کو معلوم نہیں کیا جا سکتا اور پوسٹ مارٹم عدل وانصاف کے لئے کرتی ہے لیکن اکثر مقدمات میں انصاف پھر بھی دیکھنے میں نہیں آیا۔

(۶) اگر پوسٹ مارٹم اور انسانی اعضاء پر طبی مشق کی اجازت دے دی جائے تو انسان جو واجب الاحترام ہے اس کی حرمت ختم ہوجائیگی اور چیر پھاڑ عام ہوجائے گا اور کسی انسان کو نقصان اور ضرر دینا کوئی گناہ شمار نہیں کیا جائے گا اور انسان کو نقصان پہنچانے کا کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔

اور **تداوی بالحرام** سے استدلال کرنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ **تداوی بالحرام** اضطراری حالت میں ہوتا ہے۔ اور انسانی اعضاء پر طبی مشق اور پوسٹ مارٹم کوئی اضطراری حالت نہیں ہے اور اس کے متبادل طریقے شریعت نے بتائے ہیں۔ نظام الفتاوی میں بھی اسی طرح مذکورہ ہے۔ کہ کوئی شخص اپنے کسی عضو کا مالک نہیں ہوتا بلکہ صرف نگران اور محافظ ہوتا ہے اور حکم شرعی کے خلاف اس میں کسی تصرف

کا بھی حق کسی کو نہیں ہوتا ہے۔لہذا کسی عضو کا زندگی میں فروخت کرنا یا کسی کو دینا یا مرنے کے بعد کیلئے دینے کی وصیت کرنا کچھ بھی جائز نہ ہوگا۔یہی حکم شریعت مطہرہ کا اصل حکم خون اور تمام اعضائے انسانی کا ہے اور یہاں خون کے استعمال کی جو گنجائش ہے وہ صرف وقتی اور عارضی ہے اور حالتِ اضطرار و مجبوری خون کے علاوہ اور عضو میں متحقق نہیں ہوتی اسی لئے کسی عضو کو خون پر قیاس کرنا بھی صحیح نہ ہوگا......الخ

اور ساری دنیا میں اس کا رائج ہو جانا بھی اس کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتی کسی غلط یا حرام شئی کا دنیا میں رائج ہو جانا کوئی شرعی حجت نہیں..........الخ

اور یہ شیوع مناہی و معاصی اور یہ پریشانیاں اور یہ احوال ہمارے ہی اعمال بدکا ردِعمل ہیں۔

کماروی اغمالکم عما لکم یا کما تکونو ایولی علیکم .(الحدیث)

بلکہ نصف قرآن ہے۔**ان اللّٰہ لم یك مغیّراً نعمة انعمها علٰی قوم حتّٰی یغیروا مابانفسهم** .... الخ

لہذا اصل علاج یہ نہ ہوگا کہ ہر چیز جودائر وسائر اور عام ہو جائے اس کے جواز کی راہیں تلاش کی جانے لگیں بلکہ اصل علاج انابت الی اللّٰہ ہے اور اسی بات کی سعی ہے کہ **قوم من حیث القوم** میں مزاج و عمل **ظاهرًا و باطناً انابت الٰی اللّٰہ** ہوجائے۔

(نظام الفتاویٰ ج:اص:۳۵۷)

خلاصة البحث:

تو خلاصہ یہ ہوا کہ انسانی اعضاء پر طبی مشق میں انسان کی بےحرمتی اور اہانت ہے اور انسان مکرم ہے اور اس کا اہانت حرام ہے اور ضرورت کی وجہ سے حرام کا ارتکاب کرنا صحیح نہیں ہے جبکہ ضرورت کے وقت متبادل طریقے موجود ہوں تو آج اگر انسانی اعضاء پر طبی مشق اور پوسٹ مارٹم کی اجازت دے دی جائے تو انسان ایک کھلونا بن جائے گا اور انسان کو تکلیف دینے کا کوئی پرواہ نہیں کرے گا اور انسان کی حرمت ختم ہو جائیگی اور جنایات کا باب کھل جائے گا لہذا شریعت کی رو سے اس کی بالکل اجازت نہیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ **کسر عظم المیت ککسرة حیاً**۔کہ مردے کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہے جس طرح زندہ کی ہڈی کو توڑنا۔تو مردے کی لاش پر طبی مشق کرنا یا پوسٹ مارٹم کرنا بالکل لغو ہے اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے متبادل طریقے ہیں جن سے اپنی ضرورت پوری کر سکتے ہیں۔اور ڈاکٹری علوم اس حد تک سیکھنا کہ انسانی اعضاء پر طبی مشق کو ضرورت آئے یہ کوئی ضرورت نہیں۔شریعت نے انسان کو بہت عزت دی ہے اور انسان کو بہت تکریم اور اعزاز سے نوازا ہے لیکن آج انسان خود اپنا اکرام و اعزاز ختم کرنا چاہتا ہے۔لہذا انسانی اعضاء پر طبی مشق کی شریعت کوئی اجازت نہیں دیتی۔**وفی البزازیه وعن محمد لایشق بطنه لودرة وعلیه الفتویٰ لان الدرة تفسد فیه فلا یفید الشق وقد علم اختلاف التصحیح فی الدرة ولفظ الفتویٰ اقویٰ . (ردا لمحتار ج٦ص:١٩٣)**

واللّٰہ اعلم بالصواب